Regd No. L. 5254

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

إن الفضل بيد الله يؤتيه من يشاء ۔ عسى أن يبعثك ربك مقاما محمودا

روزنامہ الفضل

لاہور

یوم یکشنبہ

شرح چندہ
سالانہ ۲۱ روپے
ششماہی ۱۱ "
سہ ماہی ۶ "
ماہوار ۲½ "

قیمت فی پرچہ ۱/

۸ جمادی الاول ۱۳۶۹ھ

جلد ۳۸/۴	۲۶ تبلیغ ۱۳۲۹ھش	۲۶ فروری ۱۹۵۰ء	نمبر ۴۷

سلامتی کونسل میں نئی قرارداد زیر بحث منگل تک ملتوی کر دی گئی

لیک سکسیس ۲۵ فروری۔ کشمیر کے متعلق برطانیہ امریکہ ناروے اور کیوبا کے نمائندوں کی طرف سے صدر سلامتی کونسل نے جو نئی مشترکہ قرارپیش کی ہے اس پر مزید بحث منگل کے روز منعقد ہونے والے اجلاس میں کی جا سکے گی۔ اس قرارداد میں یہ تجویز کیا گیا ہے۔ کہ کشمیر کمیشن کو توڑ کر اس کی جگہ ایک مصالحت کنندہ مقرر کیا جائے۔ جسے کمیشن کی تمام ذمہ داریاں اور اختیارات حاصل ہوں۔ نیز یہ کہ دونوں حکومتوں کو پانچ ماہ کے اندر اندر جنرل میکناٹن کی تجاویز کے مطابق یا باہمی مصالحت سے جن ترمیموں پر فیصلہ ہو جائے فوجیں واپس ہٹا لینی چاہئیں۔ کل رات اس قرارداد پر تقریر کرتے ہوئے برطانوی نمائندے الیگزنڈر کیڈوگن نے کہا کہ ہمیں معاملات کو طے کرنے میں مضبوطی سے اس راستے پر چلنا چاہیئے جسے ہم صحیح سمجھتے ہوں۔ اور تمام توجہات اور کوششیں اس بات پر صرف کرنی چاہئیں۔ کہ ہم اس راستے پر خود بھی قائم رہیں اور دوسروں کو بھی اس پر قائم کریں۔ اگر ہمیں مؤثر طریق پر کام کرنا ہے تو پھر ہمیں اس بات پر زور دینا ہو گا۔ کہ سلامتی کونسل کے منشور میں جو ضابطہ اخلاق موجود ہے۔ اس پر کما حقہ عمل ہو۔ کونسل کے اختیارات کا احترام کیا جائے۔ کوئی اس کی سفارشات کو رد نہ کرے۔ اور اس کے فیصلوں پر عملدرآمد سے لاپرواہی نہ برتی جائے۔ آخر میں انہوں نے کہا کہ میں پوچھ سکتا ہوں کہ کیا اہل کشمیر کی امنگوں کو اس امر کے ساتھ وابستہ کیا جا سکتا ہے کہ ان پر کس کی حکومت قائم ہے۔ فرانسیسی نمائندے نے جنرل میکناٹن کی تجاویز کی کامل تائید کا اظہار کیا۔ اور کہا کہ وہ تجاویز انتہائی معقول ہیں۔ چینی نمائندے نے دونوں حکومتوں سے اپیل کی کہ وہ ایک دوسرے کے لئے ایسی مراعات دیں جس سے مشترکہ مقصد حاصل کرنے میں آسانی ہو۔ بعدہٗ اجلاس منگل تک ملتوی کر دیا گیا۔

پنڈت نہرو کی دھمکی پر نیویارک ٹائمز کی نکتہ چینی

نیویارک ۲۵ فروری۔ نیویارک ٹائمز نے پنڈت جواہر لال نہرو کے اس بیان پر نکتہ چینی کی ہے۔ جو انہوں نے گزشتہ دنوں مشرقی بنگال اور کشمیر کے متعلق انڈین پارلیمنٹ میں دیا تھا۔ اس بیان میں پنڈت نہرو نے کہا تھا کہ اگر ہندوستان کی طرف سے تجویز کردہ اقدامات کو پاکستان نے منظور نہ کیا۔ تو پھر ممکن ہے۔ کہ ہم کو دوسرے طریقوں سے کام لینا پڑے۔ اخبار لکھتا ہے پنڈت نہرو کی اس دھمکی سے ان لوگوں کو تعجب نہیں ہو گا۔ جو کشمیر میں بگڑتے ہوئے حالات کا بغور مطالعہ کرتے رہے ہیں۔ البتہ تعجب انگیز بات یہ ہے کہ دھمکی اس شخص کی طرف سے دی گئی ہے جس نے بین الاقوامی سیاسیات میں غیر جانبداری کو حکمت عملی ٹھہرایا ہے۔ اور جو امریکہ کے دورے میں بار بار اس بات پر زور دیتا رہا ہے۔ کہ دنیا میں طاقت کی دھمکیوں کے بغیر بھی امن قائم کیا جا سکتا ہے۔ آگے چلکر اخبار مذکور نے لکھا ہے۔ کہ اب تک کشمیر کے بارے میں سلامتی کونسل نے جو کوششیں کی ہیں۔ ان کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا ہے۔ جنگ کا یقینی خطرہ موجود ہے۔ اگر جنگ روکنے میں سلامتی کونسل کامیاب نہ ہوئی۔ تو پھر اس کے نتائج بہت خطرناک ہونگے اور سارے جنوب مشرقی ایشیا پر اس کا اثر پڑے گا۔

کراچی ۲۵ فروری۔ اگلے چند روز کے اندر اندر زمین امریکی مشن پاکستان فنی امداد کے سلسلہ میں آ رہے ہیں۔

نئے امریکی سفیر متعینہ پاکستان گورنر جنرل کی خدمت میں

کراچی ۲۵ فروری۔ پاکستان میں امریکہ کے نئے سفیر مسٹر اے۔ ایم وارن نے آج تیسرے پہر گورنر جنرل پاکستان کی خدمت میں اپنے تقرر کے کاغذات پیش کئے۔ انہوں نے کاغذات پیش کرتے ہوئے گورنر جنرل کو یقین دلایا کہ امریکہ کی حکومت اور عوام دوستانہ جذبات کے ساتھ پاکستان سے برابر تعاون کرتے رہیں گے۔ گورنر جنرل ہز ایکسیلنسی الحاج خواجہ ناظم الدین نے جواباً فرمایا کہ پاکستان دوسری امن پسند اقوام کے ساتھ ملکر دنیا میں امن و سلامتی کے قیام کی پوری پوری کوشش کرے گا۔ آپ نے کہا اس وقت پاکستان کو جو مشکلات درپیش ہیں۔ وہ انہیں کامیابی کے ساتھ بہت جلد حل کر لیگا۔ امریکہ کی طرف سے تعاون کا جو یقین دلایا گیا ہے میں اسکا خیر مقدم کرتا ہوں۔

انڈونیشی وفد ایران میں

طہران ۲۵ فروری۔ حکومت انڈونیشیا کے ایک نمائندے مسٹر راون حاجی عبد القادر ایرانی حکومت کے مہمان کی حیثیت سے یہاں پہنچے ہیں معلوم ہوا ہے کہ وہ ایرانی حکام سے ملاقات کر کے دونوں ملکوں کے درمیان سفارتی نمائندوں کے تبادلے کے متعلق بات چیت کر رہے ہیں۔

اسمارا میں فسادات کی وجہ سے مکمل کرفیو نافذ کر دیا گیا

اسمارا ۲۵ فروری۔ قبیلے اب تک مسلمانوں کی دوکانوں کو لوٹ رہے ہیں۔ اور ان میں آگ لگا رہے ہیں۔ اگرچہ پولیس اور فوج ان کو روکنے کی بڑی کوشش کر رہی ہے۔ اور بڑی حد تک فسادات کی روک تھام میں کامیاب بھی ہو چکی ہے۔ مسلمانوں کے ایک غلہ کے گودام کو لوٹنے اور آگ لگانے والوں میں سے تین اشخاص پر پولیس نے گولی چلائی۔ امن کے قیام کے لئے شہر پر مکمل کرفیو نافذ کر دیا گیا ہے۔ (اسٹار)

لیبر پارٹی کے وزراء نے اپنے عہدوں پر برقرار رہنے کا فیصلہ کر لیا

سال ختم ہونے سے پہلے پہلے ایک بار پھر انتخابات کرنے پڑیں گے

لنڈن ۲۵ فروری۔ لیبر پارٹی کے لیڈر مسٹر ایٹلی نے انتخابات کے نتائج پر غور کرنے کے لئے آج صبح اپنے ساتھیوں کا ایک اجلاس طلب کیا۔ معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے اپنے عہدوں پر برقرار رہنے کا فیصلہ کیا ہے۔ نیز طے پایا کہ پروگرام کے مطابق اگلے ماہ کی یکم تاریخ کو نئی پارلیمنٹ کا پہلا اجلاس طلب کیا جائے۔ اور تمام توجہ اس بات پر صرف کی جائے کہ نئی وزارت دارالعوام میں یکم اپریل کو بجٹ پیش کرنے میں کامیاب ہو جائے۔ اخبار ڈیلی ٹیلیگراف نے لکھا ہے۔ کہ چونکہ لیبر کو بہت تھوڑی اکثریت کے ساتھ فتح حاصل ہوئی ہے۔ اس لئے سال ختم ہونے سے پہلے پہلے ایک مرتبہ پھر عام انتخابات کرنے پڑیں گے۔ دارالعوام میں کل ۶۲۵ نشستیں ہیں۔ جن میں سے لیبر پارٹی نے ۳۱۴ کنزرویٹو نے ۲۹۴ لبرل نے ۹ اور آئرش نیشنلسٹ لیبر نے ۲ نشستیں حاصل کی ہیں پانچ نشستوں کا فیصلہ ابھی باقی ہے۔

مشرقی بنگال کے نئے بجٹ میں ایک کروڑ ۳۷ لاکھ روپے کا خسارہ

نئے ٹیکس لگا کر اس کمی کو پورا کیا جائے گا

ڈھاکہ ۲۵ فروری۔ مشرقی بنگال کے وزیر اعظم مسٹر نور الامین نے وزیر خزانہ کی حیثیت سے آج صوبائی اسمبلی میں ۵۱-۱۹۵۰ء کے مالی سال کا بجٹ پیش کیا۔ بجٹ میں ایک کروڑ ۳۷ لاکھ روپے کا خسارہ دکھایا گیا ہے۔ کل آمدنی کا اندازہ ۱۷ کروڑ ۹۳ لاکھ اور خرچ کا اندازہ ۱۹ کروڑ ۶۶ لاکھ ہے۔ مسٹر نور الامین نے اس خسارے کی وجوہات پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ تھوڑی تنخواہ پانے والے ملازمین کی تنخواہوں میں یکم اپریل سے جو اضافے منظور ہوئے ہیں۔ ان پر ایک کروڑ ۵۰ لاکھ روپے اس سال زیادہ خرچ کرنے پڑیں گے۔ علاوہ ازیں ممانعت شراب کی وجہ سے ۵۰ لاکھ روپے سالانہ کی آمدنی کم ہو گئی ہے۔ آپ نے کہا کہ نئے ٹیکس لگا کر اس خسارے کو پورا کیا جائے گا۔

— اوٹاوہ ۲۵ فروری۔ کینیڈا نے پاکستانی طلباء کو فنی تعلیم میں آسانیاں بہم پہنچانے کی پیشکش کی ہے۔ جو لوگ اپنے خرچ پر کینیڈا جانا چاہیں انہیں وزارت تعلیم کی معرفت درخواست دینی چاہیئے۔

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے گیلانی الیکٹرک پریس ہسپتال روڈ لاہور سے طبع کرا کر ۳ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا

ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا ایک رؤیا

چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کے متعلق

قادیان سے ہجرت کے بعد ہمارا پہلا سالانہ جلسہ ۲۷ - ۲۸ دسمبر ۱۹۴۷ء کو لاہور میں منعقد ہوا تھا جلسہ سالانہ کے لئے ہمیشہ تین دن مقرر ہوتے ہیں مگر ۱۹۴۷ء میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے یہ فیصلہ فرمایا کہ ۲۶ر دسمبر کو مجلس شوریٰ کا اجلاس ہو اور ۲۷ر ۲۸ر دسمبر کو جلسہ سالانہ ہو۔ چنانچہ ۲۶ر دسمبر بعد نماز جمعہ رتن باغ میں مجلس مشاورت کا ایک خاص اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں صرف نمائندگان جماعت نے شرکت فرمائی اور ۲۷ر ۲۸ر دسمبر کو ہمارا سالانہ جلسہ ہوا۔ ۲۸ر دسمبر کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنی تقریر کے آخر میں یہ اعلان فرمایا کہ چونکہ اس دفعہ جلسہ سالانہ کا فیصلہ ایسے تنگ وقت میں کیا گیا تھا کہ دور کی جماعتوں کو اس کی اطلاع نہیں ہو سکی اور صرف قریب قریب کے دوست اس میں شامل ہوئے ہیں۔ اس لئے ان دوستوں کے لئے اس دفعہ مجلس شوریٰ کے ساتھ ایک دن صرف جلسہ سالانہ کے لئے بڑھا دیا جائیگا تاکہ وہ دوست جو اس موقعہ پر تشریف نہیں لا سکے وہ اس دوسرے جلسہ میں شامل ہو جائیں چنانچہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے فیصلہ کے مطابق ۲۶ر اور ۲۷ر مارچ بروز جمعہ و ہفتہ مجلس شوریٰ کا اجلاس ہوا اور ۲۸ر مارچ ۱۹۴۸ء بروز اتوار صرف ایک دن جلسہ ہوا۔ جو گویا دسمبر ۱۹۴۷ء کے جلسہ سالانہ کا تتمہ تھا۔ اس جلسہ میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے "سیر روحانی" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ جو اس سلسلہ تقریر کی چوتھی کڑی تھی۔ یہ تقریر ابھی تک شائع نہیں ہوئی مگر جن دوستوں نے یہ تقریر سنی ہے۔ انہیں یاد ہو گا کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس تقریر میں یہ بتایا تھا کہ دنیا میں جو مینار تعمیر کئے جاتے ہیں۔ ان کے بالمقابل اسلام نے بھی ایک بلند تر روحانی مینار پیش کیا ہے جو مقام محمدیت ہے اور جس سے وہ تمام اغراض بدرجہ اتم پوری ہوتی ہیں۔ جن کو مدنظر رکھ کر لوگ مینار تعمیر کیا کرتے ہیں۔

پرانے زمانوں میں لوگ اس لئے مینار بناتے تھے کہ تا آسمان سے نسبتاً قریب ہو کر وہ فرشتوں سے باتیں کر سکیں یا اس لئے بناتے تھے کہ میناروں پر روشنی کی جائے یا اسلئے بناتے تھے کہ ستاروں کی گردش کے ذریعہ امور غیبیہ کا علم حاصل کریں یا اس لئے بناتے تھے کہ مینار بنانے والوں کا نام دنیا میں قائم رہے۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ ان اغراض میں سے کوئی ایک غرض بھی ایسی نہیں جو مادی میناروں سے حاصل ہو سکی ہو۔ نہ یہ مینار انسان کو فرشتوں کے قریب کرتے ہیں نہ تمام مینار روشنی دیتے ہیں اور اگر بعض مینار روشنی دیتے بھی ہیں۔ تو وہ ان کی ذاتی روشنی نہیں ہوتی۔ نہ ان میناروں سے علم غیب حاصل ہوتا ہے اور نہ یہ مینار کسی کا نام قائم رکھتے ہیں۔ چنانچہ اکثر پرانے مینار ایسے ہیں جن کے بنانے والوں کے ناموں کے متعلق ہی دنیا میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ گویا کوئی غرض بھی ان میناروں سے پوری نہیں ہو سکتی۔ لیکن مقام محمدیت وہ بلند تر مینار ہے۔ جس کے ذریعہ ہر زمانہ میں ہزاروں ہزار آدمی خدا تعالیٰ تک پہنچے اور پہنچتے رہیں گے۔ مقام محمدیت ہی وہ بلند تر مینار ہے۔ جو ہر زمانہ میں روشنی دیتا رہا۔ اور دیتا رہے گا۔ مقام محمدیت ہی وہ بلند تر مینار ہے۔ جس سے تعلق رکھنے والوں کا نام ہمیشہ عزت و احترام سے لیا جاتا ہے اور لیا جاتا رہے گا۔ اور مقام محمدیت ہی وہ بلند تر مینار ہے۔ جس کے ذریعہ ہر زمانہ میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہے اور پیدا ہوتے رہینگے جنہیں اللہ تعالیٰ امور غیبیہ کا علم دیتا ہے۔ چنانچہ حضور نے فرمایا۔ اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی مینار محمدیت کے طفیل بہت سی اخبار غیبیہ پر مطلع فرمایا۔ جو حیرت انگیز رنگ میں پوری ہوئیں مثلاً انگلستان کے گذشتہ انتخابات میں لیبر پارٹی کی فتح۔ جنگ کے متعدد واقعات اور پھر قادیان سے ہجرت کی خبریں کس شاندار طریق پر پوری ہوئی ہیں۔ اس ضمن میں حضور نے فرمایا۔ ابھی گذشتہ ایام میں جب میں ناصر آباد سندھ میں تھا۔ میں نے رؤیا میں دیکھا کہ میں اپنے مکان کے برآمدہ میں ایک کرسی پر بیٹھا ہوں اتنے میں اخبار آیا اور میں نے اسے کھولا۔ تو اس میں یہ خبر درج تھی کہ رات نیویارک ریڈیو سے یہ اعلان کیا گیا ہے کہ چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب شہید کر دیئے گئے ہیں۔ حضور نے فرمایا اس خواب سے میں فوراً سمجھ گیا کہ ان کے رستہ میں مشکلات پیدا ہو جائیں گی۔ اور معاملہ ویسا آسان نہیں۔ جیسے عام طور پر سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ کراچی پہنچ کر ۱۲ر مارچ کو میں نے انہیں تار دیا کہ میں نے ایسا رؤیا دیکھا ہے۔ اور ساتھ ہی میں نے لکھا کہ ضروری نہیں کہ یہ خواب ظاہری رنگ میں پوری ہو۔ اس کے یہ معنے بھی ہو سکتے ہیں کہ آپ کے راستہ میں مشکلات پیدا ہو جائیں گی۔ اور دشمن آپ کو ناکام کرنے کی کوشش کریگا چنانچہ اس کے بعد مجھے ان کی طرف سے تار بھی ملا۔ اور پھر تفصیلی خط بھی آ گیا۔ جس میں ذکر تھا۔ کہ واقعہ میں بہت مشکلات پیدا ہو گئی ہیں۔

حضور نے فرمایا:۔

چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کی بیوی مجھ سے ملنے کے لئے آئیں۔ تو میں نے ان سے بھی اس رؤیا کا ذکر کر دیا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ میں نے بھی چوہدری صاحب کے متعلق ایک منذر رؤیا دیکھا ہے۔ جس میں کسی حملہ کی طرف اشارہ ہے۔ اور آپ کی خواب بھی یہی بتا رہی ہے۔ میں نے کہا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی دشمن غصہ میں آ کر ان پر حملہ کر دے۔ مگر اصل تعبیر یہی معلوم ہوتی ہے۔ کہ جو کام وہ کر رہے ہیں۔ اس میں دشمن انہیں ناکام کرنے کی کوشش کرے گا

اب جبکہ اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی کہ چوہدری ظفر اللہ خانصاحب کو ایسے کئی خطوط موصول ہوئے ہیں۔ جن میں انہیں قتل کی دھمکی دی گئی ہے۔ تو میرا ذہن قدرتی طور پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے اس رؤیا کی طرف منتقل ہوا۔ اور میں نے چاہا کہ یہ خواب گو ایک رنگ میں پورا ہو گیا ہے۔ مگر احباب سے یہ درخواست کروں کہ وہ چوہدری صاحب کی سلامتی اور درازی عمر کے لئے خصوصیت کے ساتھ دعا فرمائیں اور جو لوگ استطاعت رکھیں وہ صدقہ و خیرات بھی کریں۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے بعض اور رؤیا و کشوف بتاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ چوہدری صاحب سے ابھی ملک و ملت کی بہت بڑی خدمات لینے والا ہے۔ تاہم ضروری ہے کہ ہمارا سر ہر وقت آستانہ الہٰی پر جھکا رہے اور ہم اس سے یہی دعا کریں۔ کہ وہ اپنے فضل سے دشمن کو ناکام کرے اور چوہدری صاحب کو کامیابی و کامرانی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے۔

میں آخر میں یہ ذکر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۱۹۴۸ء میں ۱۴ر فروری کو لاہور سے سندھ روانہ ہوئے تھے اور ۱۶ر فروری کو ناصر آباد پہنچے۔ وہاں سے ۱۱ر مارچ کو حضور کراچی کے لئے روانہ ہوئے تھے۔ جہاں ایک ہفتہ قیام فرمانے کے بعد حضور ۲۰ر مارچ کو لاہور پہنچ گئے۔ اس لحاظ سے یہ رؤیا ۱۶ر فروری ۱۹۴۸ء سے ۱۱ر مارچ ۱۹۴۸ء تک کے درمیانی عرصہ کا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ چوہدری صاحب کو لمبی عمر عطا فرمائے۔ اور ان کو دشمنوں کے ہر شر سے محفوظ رکھے۔ (خاکسار محمد یعقوب مولوی فاضل از ربوہ ۲۴ر فروری ۱۹۴۹ء)

درخواست ہائے دعا

میں نہایت ادب سے خاندان نبوت و صحابہ کرام اور درویشان محترم کی خدمت میں التماس کرتا ہوں کہ وہ میرے محترم تایا جی چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب کے لئے خاص طور پر دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کو دینی اور دنیاوی ترقیوں کے ساتھ صحت اور لمبی عمر عطا فرمائے اور ان کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

(حمید نصر اللہ خان ابن چوہدری عبد اللہ خاں صاحب)

۲- مکرم میاں احمد دین صاحب صحابی ساکن ڈنگہ ضلع گجرات مختلف عوارض میں مبتلا ہیں احباب صحت کے درد دل سے دعا فرمائیں

(خاکسار محمد دین حکیم حاذق اینڈرسن روڈ کوئٹہ)

(۳) عزیز آفتاب احمد نظام کے لئے احباب سے التماس دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہر لحاظ سے محفوظ رکھے۔ آمین

(مستری نظام الدین سیالکوٹی)

اعلان

دفتر دار القضاء ربوہ میں فی الحال دو ماہ کے لئے ایک کلرک کی ضرورت ہے۔ اگر درخواست کرنے والے صاحب میٹرک پاس ہوں گے تو ان کو ۳۰ + ۱۴ تنخواہ ملے گی اور اگر میٹرک فیل ہوں گے تو ان کو ۲۵ + ۱۴ تنخواہ ملے گی خواہشمند احباب مندرجہ ذیل پتہ پر درخواست کریں۔

ناظم دار القضاء ربوہ ضلع جھنگ

ترسیل زر اور انتظامی امور کے متعلق منیجر کو لکھیں نہ کہ ایڈیٹر کو۔

روزنامہ الفضل لاہور مورخہ ۲۶ر فروری ۵۰ء
جلد ۳۸/۴ نمبر ۷ لم

خطبہ جمعہ

دل کے خون کے قطروں سے ہی دنیا فتح ہوتی ہے

شریعت کی بنیاد محض عقل پر نہیں بلکہ اس کی بنیاد اخلاق قربانی اور محبت پر ہے

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

میں نے گزشتہ ہفتہ یعنی پچھلے جمعہ کے خطبہ میں عورتوں کے نماز کے جمعہ کے متعلق ناظر تعلیم کو توجہ دلائی تھی۔ سو شکر ہے۔ کہ انہوں نے توجہ کر کے پہلے سے کچھ زیادہ انتظام کر دیا ہے۔ آج عورتوں کی بیٹھوں کی طرف قنات بھی لگی ہوئی ہے۔ اور مسجد میں توسیع بھی کر دی گئی ہے۔ تا زیادہ عورتیں نماز پڑھ سکیں۔ اور اللہ تعالےٰ کی مشیت ہوئی۔ اور اس کا فضل شامل حال ہوا تو انشاء اللہ چھوٹی مسجد یعنی وہ مسجد جو مسجد مبارک کی قائمقام ہوگی جلد تیار ہو جائے گی۔ اور پھر جمعہ کی نماز وہاں ہونے لگ جائے گی۔ اور خدا کے فضل اور اس کی امداد کے ساتھ کچھ بعید نہیں کہ اگلے سال

جامع مسجد

بھی تیار ہو جائے۔

میں نے پچھلے ہفتہ سے کچھ دن پہلے زمیندارہ جماعتوں کو ایک تحریک بھجوائی تھی۔ کہ وہ اپنی گندم کی فصل کاشتہ پر ایک نہایت قلیل مقدار میں گندم جلسہ سالانہ کے اخراجات میں بطور امداد دیں۔ اس تحریک کو کیئے ہوئے دس بارہ دن ہو گئے ہیں۔ اور چونکہ یہ تحریک دفتر کی طرف سے بھجوائی گئی تھی۔ اس لئے ممکن ہے کہ بعض جماعتوں کی طرف سے جواب بھی آیا ہو۔ لیکن مجھے ابھی تک کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔ ہمارے ملک میں گندم کی پیداوار کی اوسط ۱۵ من فی ایکڑ تک ہو جاتی ہے۔ بعض علاقوں میں کم بھی ہوتی ہے اور بعض علاقوں میں زیادہ۔ مشرقی پنجاب میں گندم کی پیداوار کی اوسط کم تھی۔ اس کے مقابلہ میں مغربی پنجاب میں گندم کی پیداوار کی اوسط زیادہ ہے۔ مشرقی پنجاب کے مغربی پنجاب سے الگ ہو جانے کی وجہ سے مغربی پنجاب کی گندم کی پیداوار کی اوسط بڑھ گئی ہے۔ اور چونکہ اس علاقہ میں نہریں کثرت سے ہیں۔ اس لئے مشرقی پنجاب

از حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۹ر دسمبر ۱۹۴۹ء بمقام ربوہ

مرتبہ:- مولوی سلطان احمد صاحب واقف زندگی

کی نسبت مغربی پنجاب میں گندم کی پیداوار زیادہ ہے۔ نہری علاقوں میں

۲۵ من فی ایکڑ

تک اوسط نکل جاتی ہے۔ اس لئے ۱۵ من گندم فی ایکڑ کی اوسط لگانا کوئی بعید بات نہیں۔ اگر اس حساب سے گندم کی پیداوار ہو۔ اور ایک ایکڑ کی پیداوار سے دو سیر گندم جلسہ سالانہ کے اخراجات میں بطور امداد دی جائے۔ تو یہ گندم قریباً ۱۸ سیر فی مربعہ بن جاتی ہے۔ اچھے مربعہ والوں کی گندم ڈیڑھ سو سے اڑھائی سو من فی مربعہ پیدا ہو جاتی ہے۔ اس میں سے ۱۸ سیر گندم کا ادا کرنا کسی قسم کی قربانی نہیں کہلا سکتا۔ اگر ہماری جماعت کی مقبوضہ زمین مغربی پنجاب کی مثلاً دو ہزار مربعہ سمجھی جائے۔ اگرچہ وہ یقیناً اس سے زیادہ ہے۔ تو یہ ۳۶۰۰۰ سیر گندم ہو جاتی ہے۔ یا ایک عام اندازہ کے مطابق کوئی ۹۰۰ من۔ ہمارے جلسہ سالانہ کا گندم کا خرچ قادیان میں دو ہزار من تک ہوا کرتا تھا۔ ابھی چونکہ اتنے آدمی آنے کی امید نہیں کی جا سکتی۔ جتنے آدمی قادیان میں آخری جلسوں پر آ جایا کرتے تھے۔ اس لئے اس سال کوئی ۱۵۰۰ من گندم کا اندازہ ہے۔ اگر جماعتیں چندہ کے طور پر دو سیر فی ایکڑ کے حساب سے گندم بطور امداد جلسہ سالانہ کے اخراجات کے لئے دیدیں۔ تو ہمارے پاس ۹۰۰ من گندم جمع ہو جاتی ہے۔ اور اتنی مقدار میں گندم بطور چندہ دینا

کوئی بوجھ نہیں

کہلا سکتا۔ اس سے زیادہ گندم تو فقیروں کو دے دی جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ یا کسی رشتہ دار کو دینے کا تو کوئی سوال ہی نہیں۔ اس مقدار سے زیادہ گندم ایک شریف انسان فقیروں کو دے دیتا ہے۔ اور ہر شریف انسان کو ایسا کرنا چاہیئے۔ لیکن پہلے سال کے تجربہ کے لئے میں نے زمیندارہ جماعتوں میں چار پانچ سو من گندم کے لئے تحریک کی ہے۔ اور ساتھ ہی میں نے یہ بھی تحریک کی ہے۔ کہ یہ گندم چندہ جلسہ سالانہ میں شامل نہیں ہوگی۔ موجودہ جنس سے کچھ حصہ بطور امداد دے دینا چندہ کا حصہ نہیں ہو سکتا۔ میں

ربوہ کے ساکنوں کو

بھی توجہ دلاتا ہوں۔ کہ ہم لوگ میزبان ہیں۔ اور باہر سے آنے والے لوگ مہمان ہیں۔ ہمیں اپنی ذمہ واریاں اور فرائض دوسروں کی نسبت زیادہ اچھی طرح سمجھنے چاہئیں ہم میں اتنی توفیق تو نہیں۔ کہ ہم آنے والوں کا سب بوجھ اٹھا سکیں۔ لیکن کم از کم ہمیں یہ تو کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ ہم باہر سے آنے والوں کا بوجھ دوسروں سے زیادہ اٹھائیں۔ مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ ہمارا بوجھ دوسروں سے بہت کم ہوتا ہے۔ اس لئے کہ جلسہ سالانہ کے دنوں میں مقامی جماعت کا ۹۰ فی صدی حصہ کھانا لنگر سے کھاتا ہے۔ کیونکہ وہ سارا دن لنگر یا مہمان خانہ میں رہتا ہے۔ اسے گھر جانے کا موقعہ ہی نہیں ملتا۔ گویا مرکزی لوگ اگر گندم کی کچھ مقدار بطور چندہ دے دیتے ہیں۔ تو وہ اسے دوسری شکل میں یعنی کھانے کی صورت میں واپس لے لیتے ہیں۔ اس موقعہ پر شاید تم میں سے بعض لوگ یہ کہیں۔ اور شاید زمینداروں میں سے بھی بعض کہیں کہ اور لوگوں نے بھی چندہ دیا اور ہم نے بھی چندہ دیا پھر کیا وجہ ہے۔ کہ ہم سے دوسروں سے زیادہ کسی قسم کا مطالبہ کیا جائے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مرکزی لوگ کہیں کہ اگر ہم جلسہ کے دنوں میں کھانا لنگر سے کھاتے ہیں۔ تو ہم کام بھی کرتے ہیں۔ جہاں تک منطق کا سوال ہے۔ میں ان کی دلیل تسلیم کرنے کو تیار ہوں۔ مگر تم جانتے ہو۔ کہ قانون شریعت اور قانون قدرت میں

منطق کا کوئی دخل نہیں

ایک ملاں جو اسی قسم کی منطق کا قائل تھا۔ اپنے خاندان کے کسی رشتہ دار کو ملنے کے لئے جا رہا تھا۔ رستہ میں ایک دریا پڑتا تھا۔ وہ دریا چھوٹا سا تھا۔ اندازاً کوئی ۴۰-۵۰ گز چوڑا ہوگا۔ لیکن دریا دریا ہی ہوتے ہیں۔ نالوں کے پانی کسی وقت بالکل نیچے کو چلے جاتے ہیں۔ اور کسی وقت اوپر کو آ جاتے ہیں۔ کشمیر سے آتا ہوا ایک دفعہ میں خود ایک دریا میں سے گزرا ہوں۔ جس کی چوڑائی کوئی ۴۰-۵۰ گز ہوگی۔ ہمارے آنے سے کچھ دیر پہلے ایک انگریز اپنے بیوی بچوں سمیت جو گاڑی میں سوار تھے۔ دریا میں گیا تھا۔ اس دریا کو پار کرنے کے لئے ٹانگا کے ساتھ تین چار مقامی آدمی پیدل جاتے تھے۔ ان کے پاؤں گڑ جاتے تھے۔ اور اس طرح وہ گاڑی یا ٹانگہ کے ساتھ دوسرے کنارے پر لے جاتے تھے۔ ورنہ کا ایسے دریاؤں کو پار کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ اس ملاں نے یہ نہ دیکھا کہ

قانون قدرت کیا ہے

اس نے دنیاوی حساب لگایا۔ اس نے سوٹی نکالی۔ اور کنارے سے ایک گز آگے پانی میں رکھی۔ پھر اندازہ کیا۔ کہ ایک گز کے بعد پانی مثلاً ایک انچ گہرا ہے تو چالیس گز کے بعد پانی کتنا گہرا ہوگا۔ اس نے منطق یہ اندازہ لگایا۔ کہ اگر ایک گز پر پانی ایک انچ گہرا ہے۔ تو چالیس گز پر چالیس انچ گہرا ہوگا۔ اس لئے دریا کو پار کرنا کوئی مشکل امر نہیں۔ حالانکہ دریا میں بعض دفعہ پاؤں یکدم

پانی سے باہر

نکل آتا ہے۔ لیکن کچھ آگے جا کر انسان سر تک ڈوب جاتا ہے۔ بلکہ سر تک ڈوبنا تو کیا بعض دفعہ پانی

سر سے بھی

دو دو تین تین فٹ اوپر نکل جاتا ہے۔ اس ملاں نے اربعہ لگایا۔ اور معہ کنبہ دریا میں داخل ہو گیا

ابھی تھوڑا ہی فاصلہ اس نے طے کیا تھا کہ اس کے کنبہ کے سب افراد ڈوب گئے۔ وہ خود تو چونکہ تیرنا جانتے تھے بچ گیا۔ پانی سے باہر نکل کر وہ پھر اوسط لگانے بیٹھ گیا۔ اور جب نتیجہ اوسط کا وہی پہلا سا نکلا تو بولا کہ اوسط لگا جوں کا توں کنبہ ڈوبا سارا کیوں۔ غرض قانون قدرت کی بنیاد اوسط پر نہیں۔ یہ حساب وغیرہ تو قانون قدرت کے نتیجہ میں ہوتے ہیں۔ جہاں قانونِ قدرت نے انہیں چلایا ہے وہ چلیں گے اور جہاں قانونِ قدرت نے انہیں نہیں چلایا وہ نہیں چلیں گے۔ اسی طرح شریعت میں بھی یہ چیز نہیں

شریعت کی بنیاد

بھی منطق پر نہیں۔ شریعت کی بنیاد اخلاقی قوانین پر ہے۔ شریعت کی بنیاد محبت پر ہے۔ شریعت کی بنیاد قربانی پر ہے۔ شریعت کی بنیاد محض عقل پر نہیں۔ شریعت کی بنیاد قوانین قدرت کے عام اصولوں پر بھی نہیں بلکہ اس کی بنیاد

اخلاق قربانی اور محبت پر

ہے۔ یہ تین چیزیں ہیں جن کو شریعت دوسری چیزوں پر مقدم رکھتی ہے۔ شریعت بے شک عقل کی بھی مدد لیتی ہے۔ لیکن وہ صرف اتنی ہی مدد لیتی ہے جتنی شریعت کے تابع ہو کر چلے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ۔ مومن کی یہ علامت ہوتی ہے کہ جو چیز اسے خدا تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے اس میں سے کچھ حصہ وہ خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا ہے۔ اس میں سے کچھ حصہ وہ دین کے لئے خرچ کرتا ہے مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ میں صرف روپیہ ہی شامل نہیں کہ انسان کچھ روپے بطور چندہ دے کر اپنے فرض کو ادا کر دے۔ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ میں آنکھیں بھی شامل ہیں۔ دماغ بھی شامل ہے۔ کان بھی شامل ہیں۔ ناک بھی شامل ہے۔ ہاتھ اور پاؤں بھی شامل ہیں۔ دھڑ بھی شامل ہے

مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ

میں مکان بھی شامل ہے۔ وہ گندم بھی شامل ہے جو تم نے پیدا کی ہے اور وہ روپیہ بھی شامل ہے جو تم کماتے ہو۔ وہ گاجریں اور مولیاں بھی شامل ہیں جو تم پیدا کرتے ہو اور وہ گڑ بھی شامل ہے جو تم پیدا کرتے ہو روپیہ دیکر تم مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ کے حکم کو پورا نہیں کر سکتے۔ ہاں روپیہ خرچ کر کے تم قربانی کر سکتے ہو۔ لیکن شریعت میں صرف قربانی کا حکم نہیں۔ قرآن کریم کی آیت مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ بھی ہے۔ اس لئے اگر کوئی شخص اپنی ساری جائداد بھی بطور چندہ دیدیتا ہے

لیکن اس کی آنکھیں خدا تعالیٰ کے بندوں کی خدمت میں حصہ نہیں لیتیں۔ اس کے ہاتھ خدا تعالیٰ کے بندوں کی خدمت میں حصہ نہیں لیتے تو وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ فلاں شخص نے ایک روپیہ بطور چندہ دیا ہے اور میں نے اپنی آمد کا سو فیصدی چندہ دیدیا ہے اس لئے میں نے اپنے فرض کو پورا کر دیا۔ یہ چیز منطق تو کہلائے گی لیکن دین نہیں کہلائے گی۔ دین کا تقاضا پورا کرنا تو یہ ہوگا کہ وہ خدا تعالیٰ کے بندوں کی خدمت میں اپنی آنکھوں کو بھی استعمال کرے۔ اپنے کانوں کو بھی استعمال کرے۔ احادیث میں آتا ہے کہ جب انسان

خدا تعالیٰ کے سامنے

پیش ہوں گے تو وہ بعض سے کہے گا کہ اے میرے بندو میں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا کھلایا۔ میں پیاسا تھا تم نے مجھے پانی پلایا۔ میں ننگا تھا تم نے مجھے کپڑے پہنائے۔ میں بیمار ہوا تم نے میری تیمارداری کی۔ اس لئے جاؤ میری جنت میں داخل ہو جاؤ۔ وہ بندے کہیں گے توبہ۔ توبہ۔ ہماری کیا طاقت تھی کہ ہم اپنے خدا کو کھانا کھلاتے۔ ہماری کیا طاقت تھی کہ ہم خدا کو پانی پلاتے۔ ہماری کیا طاقت تھی کہ ہم خدا کو کپڑے پہناتے ہماری کیا طاقت تھی کہ ہمارا خدا بیمار ہوتا اور ہم اس کی تیمارداری کرتے۔ وہ فرمائے گا۔ میرا ادنیٰ سے ادنیٰ بندہ تمہارے پاس آیا اور وہ بھوکا تھا تم نے اسے کھانا کھلایا تو گویا مجھے ہی کھانا کھلایا۔ میرا ادنیٰ سے ادنیٰ بندہ تمہارے پاس آیا اور وہ پیاسا تھا تم نے اسے پانی پلایا تو گویا مجھے ہی پانی پلایا۔ میرا ادنیٰ سے ادنیٰ بندہ تمہارے پاس آیا اور وہ ننگا تھا۔ تم نے اسے کپڑا پہنایا تو گویا مجھے ہی کپڑا پہنایا۔ میرا

ادنیٰ سے ادنیٰ بندہ

تمہارے پاس آیا اور وہ بیمار تھا تم نے اس کی تیمارداری کی تو گویا میری ہی تیمارداری کی۔ اس لئے جو کچھ میں نے کہا ہے ٹھیک کہا ہے۔ جاؤ تم میری جنت کے مستحق ہو۔ اس میں داخل ہو جاؤ۔

پس ایک طرف تم اس حدیث کو دیکھو اور دوسری طرف اس امر کو مدنظر رکھو کہ تم اپنے بیوی بچوں کے لئے کیا کچھ خرچ نہیں کرتے۔ اس جگہ مثال تو میں نے ماں باپ کی دینی تھی۔ لیکن بدقسمتی سے اس زمانہ میں والدین کی محبت بہت کم ہو گئی ہے بدقسمتی سے لوگ اپنی اس ذمہ داری کو ادا کرنے میں انتہائی سستی سے کام لیتے ہیں۔ جو ماں باپ کی خدمت کی ان پر عاید کی گئی ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ والدین ہمارے خادم ہیں۔ ان کا فرض تھا کہ ہمیں کھلائیں پلائیں۔ ہمارا فرض نہیں کہ ان کی خدمت کریں۔ ہمارے ذمہ صرف اپنے بیوی بچوں کی پرورش ہے یہ حالت بڑی ہی بدقسمتی اور

بداخلاقی کی علامت ہے۔ لیکن اس منطقی زمانہ میں یہی صورت قائم ہو چکی ہے۔ اس لئے میں اصل مثال نہیں دے سکتا۔ لیکن میں کہتا ہوں۔ تم اپنے بچہ کو ہی لے لو۔ تم اپنے بچہ کے لئے خرچ مقرر کرتے ہو۔ اور اپنی بیوی کو دیتے ہو۔ لیکن کیا تم یہ کہتے ہو کہ میں نے اور کیا دینا ہے۔ سارے مہینہ کا خرچ ایک ہی دفعہ جو بیوی کو دیدیا کیا ایسا نہیں ہوتا کہ تم بازار میں جاتے ہو اور کھانے کے لئے کچھ مٹھائی خرید لیتے ہو۔ تو تم وہ مٹھائی زیادہ مقدار میں خرید لیتے ہو تا اپنے بیوی بچوں کے لئے بھی لے جاؤ۔ تم یہ تو نہیں کہتے کہ میں روپے دے بیٹھا ہوں اب مٹھائی لے جانیکی کیا ضرورت ہے۔ یا مثلاً تم کوئی کپڑا خریدتے ہو تو وہ کچھ زیادہ خرید لیتے ہو تا بیوی بچوں کے لباس کا کچھ حصہ بنالیا جائے۔ تم کبھی بھی یہ

منطقی نتیجہ

نہیں نکالتے کہ میں نے ایک دفعہ روپیہ دیدیا ہے اب میں نے اور خرچ نہیں کرنا حقیقت یہ ہے کہ جہاں محبت ہوتی ہے انسان ایسے اخراجات برداشت کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ ہم جب باہر جاتے ہیں تو کئی لوگ اپنی محبت کی وجہ سے بعض اخراجات ہم پر کرتے ہیں۔ مثلاً میں دو سال سے کوئٹہ جاتا رہا ہوں۔ وہاں ہمارے ہی ضلع کے ایک دوست ڈاکٹر غفورالحق خانصاحب ہیں۔ میں نے دونوں سال تجربہ کیا ہے کہ وہ جب کوئی چیز گھر لے جاتے تھے تو اس کی ایک ٹوکری ہمیں بھی بھیج دیتے تھے۔ مثلاً انگور نکلنے شروع ہوئے اور انہوں نے بازار سے گھر کے لئے کچھ انگور خریدے تو ایک ٹوکری زائد خرید کر وہ ہمارے لئے بھی بھیج دیں گے یا خربوزے نکلے اور انہوں نے اپنے استعمال کے لئے کچھ خربوزے خریدے ہیں تو کچھ خربوزے وہ ہمیں بھی بھیج دیں گے۔ وہ چیزیں اس طرح متواتر آتی تھیں کہ ہم سمجھتے تھے کہ وہ اپنے گھر لے جا رہے تھے کہ

ہماری محبت

کی وجہ سے انہوں نے ہمیں بھی اس میں سے ایک حصہ بھیج دیا (اللہ تعالیٰ کی عجیب قدرت ہے۔ یہ خطبہ میں نے دسمبر کے شروع میں دیا۔ لیکن چھپنے سے رہ گیا۔ آج ہی اس پر نظر ثانی کرنے لگا ہوں جبکہ ابھی ابھی ہی

عزیزم ڈاکٹر غفورالحق خان

کو دفنا کر لوٹا ہوں۔ میں اسے اتفاق نہیں کہہ سکتا یہ خدا تعالیٰ کی قدرت ہے۔ جس نے آج مجھے اسی خطبہ پر نظر ثانی کا موقعہ دیا۔ عزیز زندہ ہوتا تو اسے پڑھ کر کتنا خوش ہوتا۔ مگر اب اس کے عزیز اسے پڑھ کر خوش ہوں گے کہ ان کے عزیز کو خدا تعالیٰ نے یہ رتبہ بخشا کہ اس کا ذکر اس محبت کے ساتھ ایک

قائم رہنے والے نشان میں شامل کر دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ عزیز پر اپنے بہت فضل نازل فرمائے۔ میں جب عزیز کا جنازہ پڑھنے لگا تو اس میں بھی میں نے یہ دعا کی کہ اے اللہ یہ کوئی اچھی چیز خود نہ کھاتا تھا جب تک کہ ہمیں نہ کھلا لیتا تھا۔ اب تو بھی اسے اپنی جنت کی اچھی اچھی چیزیں ہماری طرف سے اسے کھلاتا کہ ہماری خدمت کا بدلہ اسے ملے۔ عجیب تر بات یہ ہے کہ عزیز کوئٹہ سے آتے ہوئے دو بکس پھلوں کے میرے لئے اب بھی لایا تھا۔ وہ اس کی لاش کے ساتھ لاہور سے لائے گئے۔ اور آج صبح اس کے بھائی نے اندر بھجوائے رحمہ اللہ المحب المخلص وجعل مثواہ فی المخلصین من عبادہ)

غرض عاشق مومن یہ خیال نہیں کرتے کہ انہوں نے چندہ ادا کر دیا ہے اور سلسلہ کی خدمت سے آزاد ہو گئے ہیں۔ یا کچھ رقم بطور نذرانہ خلیفہ وقت کو دیدی ہے اور انہوں نے اپنے تعلق کا اظہار کر دیا ہے بلکہ وہ تو ان کو ہر وقت یاد رکھتے ہیں اور اپنی ہر خوشی میں ان کو شریک کرتے ہیں۔ غرض جہاں محبت ہوتی ہے وہاں منطقی نظریہ کام نہیں دیتا۔ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ میں خدا تعالیٰ نے اس طرف توجہ دلائی ہے کہ تم کسی کو کتنی بھی چیز دیدو وہ محبت پر دلالت نہیں کرتی۔ بلکہ وہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ تمہیں اس کی

اہمیت معلوم ہے

اور اہمیت اور محبت میں زمین اور آسمان کا فرق ہے۔ مثلاً ایک افسر کی اہمیت تمہیں معلوم ہے۔ بسا اوقات تم اپنے بیوی بچے سے بھی زیادہ اس کی خدمت کرتے ہو۔ لیکن اس کی خدمت اہمیت والی ہوگی محبت والی نہیں ہوگی۔ مثلاً اس کی آمد پر تم سو روپیہ خرچ کر دیتے ہو لیکن تم غریب ہو اس لئے اپنے بچے پر تم مثلاً صرف پانچ روپے ماہوار خرچ کرتے ہو۔ مگر جب چنے نکلیں گے اور خول میں دانہ پڑے گا تو تم کبھی بھی یہ خیال نہیں کرو گے کہ یہ دانہ افسر کو بھی کھلاؤ۔ ہاں تمہاری یہ خواہش ضرور ہوگی کہ یہ دانہ تم اپنے بچوں کو کھلاؤ حالانکہ تم نے افسر کی آمد پر اس کی خدمت کیلئے سو روپیہ خرچ کر دیا تھا اور بچے پر تم صرف پانچ روپیہ خرچ کرتے ہو۔ یا نرم نرم مولیاں نکلتی ہیں تو تم چند مولیاں لے لیتے ہو اور کہتے ہو کہ یہ منے کیلئے ہیں اور یہ منے کی اماں کے لئے ہیں۔ تم یہ کبھی بھی خیال نہیں کرتے کہ میں انہیں روپیہ دے چکا ہوں اب اور چیزیں لے جانے کی کیا ضرورت ہے۔ کیونکہ محبت کا یہ اصول ہے کہ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ۔ تمہیں جو چیز بھی ملتی ہے تم کہتے ہو میں اپنے بیوی بچوں کے لئے بھی لے جاؤں۔

حضرت عائشہؓ

کے متعلق آتا ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں جب

ہوائی چکیاں درآمد کی گئیں تو کچھ چکیاں مدینہ میں بھی لگائی گئیں۔ جب آٹا پیسا گیا تو وہ بہت نرم تھا اس قسم کے آٹے کا مدینہ میں رواج نہ تھا۔ ان کے ہاں چھوٹی چھوٹی چکیاں ہوتی تھیں۔ جن کے ذریعہ وہ آٹا بناتے تھے۔ ان کیلئے ہوائی چکیاں ایسی ہی تھیں جیسے آجکل کے لوگوں کے لئے ہوائی جہاز ہیں۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا۔ کہ جو آٹا پہلے تیار ہو وہ حضرت عائشہؓ کے گھر بھجوایا جائے دیکھو یہ بھی محبت کی علامت تھی۔ اس آٹے کا حضرت عائشہؓ کے ساتھ کیا تعلق تھا۔ منطق یہ کہتی ہے کہ ہوائی چکیاں حکومت نے لگوائی تھیں اور آٹے کا تعلق حکومت سے تھا۔ اس لئے آٹا پہلے حکومت کو ملنا چاہئے۔ مگر محبت یہ نہیں کہتی۔ حضرت عمر فرماتے ہیں کہ جو چکی لایا ہے یا جو اس کا نگران ہے یا جو وقت کا حاکم ہے اس کے گھر پہلے آٹا نہیں بھیجا جائے گا۔ بلکہ حضرت عائشہؓ کے گھر بھیجا جائے گا۔ کیونکہ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی چہیتی بیوی تھیں۔ کوئی منطق اس حکم کی تائید نہیں کرتی۔ صرف محبت کا قانون اس کی تائید کرتا ہے۔ حضرت عائشہؓ کے گھر میں جب آٹا پہنچا تو محلہ کی سب عورتیں

آٹا دیکھنے کے لئے

جمع ہو گئیں۔ کیونکہ ان کے لئے وہ عجیب چیز تھا۔ وہ تو چھوٹی چھوٹی چکیوں میں غلہ پیس کر آٹا بناتی تھیں۔ اس نرم اور ملائم آٹے کا ان میں رواج نہیں تھا۔ اس لئے ارد گرد کی مستورات آٹا دیکھنے کیلئے جمع ہو گئیں۔ روٹی پکنی شروع ہوئی اور ایک پتلا سا پھلکا تیار کر کے حضرت عائشہؓ کے آگے رکھا گیا۔ حضرت عائشہؓ نے اس میں سے ایک لقمہ بنایا اور منہ میں ڈالا۔ لیکن منہ میں ڈال کر تھوڑی دیر چبانے کے بعد آپ رک گئیں اور آپ کی آنکھوں میں سے آنسو بہنے لگے۔ اور تھوڑی دیر کے بعد آپ نے وہ لقمہ باہر پھینک دیا۔ عورتیں جو آٹا دیکھنے کے لئے وہاں جمع ہو گئی تھیں۔ انہوں نے آٹے پر ہاتھ مارنا شروع کیا اور وہ حیران ہوئیں کہ وہ کیا چیز ہے جس کی وجہ سے حضرت عائشہؓ نے لقمہ پھینک دیا ہے انہوں نے کہا اے ہماری سردار یہ تو نہایت نرم اور ملائم آٹا ہے۔ آپ کو اس نے کیوں تکلیف دی۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا اس آٹے نے مجھے اس لئے تکلیف نہیں دی کہ یہ نرم اور ملائم نہیں ہے بلکہ اس وجہ سے تکلیف دی ہے کہ یہ نرم اور ملائم ہے۔ پھر فرمایا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اتنی اچھی چکیاں بھی نہیں تھیں جتنی اب ہیں۔ ہم پتھروں سے کچل کر آٹا بناتے تھے اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم جب بڑی عمر کو پہنچے اور آپ کے دانت کمزور ہو گئے تو بعض دفعہ لقمہ چبانے میں آپ دقت محسوس کیا کرتے تھے۔ اب جو لقمہ منہ میں گیا تو یکدم مجھے یہ خیال آیا کہ اگر یہ آٹا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوتا تو میں اس کی روٹی بنا کر

آپؐ کو کھلاتی

اس خیال کے آنے پر مجھ پر ایسی حالت طاری ہو گئی۔ کہ مجھ سے یہ لقمہ نگلا نہیں گیا۔ اس لئے کہ یہ نرم اور ملائم آٹا سے بنی ہوئی چپاتی میں اکیلی ہی کھا رہی ہوں۔ منطق کے لحاظ سے یہ فضول بات تھی۔ کیونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم خدا تعالےٰ کے پاس تھے اور آپؐ وہ کچھ کھا رہے تھے جو دنیا کا امیر سے امیر آدمی بھی نہیں کھا سکتا۔ یہ بالکل غیر عقلی اور غیر شرعی بات بھی تھی۔ کیونکہ خدا تعالےٰ یہ کہتا ہے کہ جنت میں مومنوں کو وہ کچھ ملے گا جس کا دنیا کے لوگ تصور بھی نہیں کر سکتے۔ لیکن قانون محبت کے لحاظ سے وہ ایک ہی درست بات تھی جو حضرت عائشہؓ نے کی۔ منطق کے لحاظ سے وہ فضول بات تھی۔ عقل کے لحاظ سے وہ لغو بات تھی۔ اور شریعت کے لحاظ سے قابل حیرت۔ مگر محبت کے لحاظ سے یہی اور یہی ایک صحیح اور سچا فیصلہ تھا۔ جس کے مقابلہ میں کوئی اور فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ پس میں آپ لوگوں کو بھی

اس طرف توجہ دلاتا ہوں

کہ مما رزقنٰھم ینفقون میں وہ روٹی بھی شامل ہے جو ہم کھاتے ہیں۔ ہمیں بھی چاہیئے کہ جلسہ کے دنوں میں اپنے لئے جو چیزیں ضروری ہوں۔ ان میں سے کچھ جلسہ کی امداد کیلئے دیں۔ ربوہ کی آبادی اور کمزوری کو مدنظر رکھتے ہوئے میری تجویز ہے کہ یہاں کے رہنے والے ۷۵ من گندم بطور چندہ کے دیں۔ ۷۵ من کے معنے ہیں ۳۰۰۰ سیر اور ربوہ کی ایک ہزار سے زیادہ کی آبادی ہے۔ گویا تین سیر فی کس بن جاتے ہیں۔ یہ قریباً اتنی ہی گندم ہے۔ جتنی لنگر میں کام کر کے کھانے والے خود استعمال کر لیتے ہیں۔ پس ایک لحاظ سے تو یہ وہی گندم ہے جو جلسہ کے دنوں میں کام کرنے والوں میں سے اکثر کھائیں گے (میں نے اکثر کا لفظ اس لئے استعمال کیا ہے کہ بعض لوگ باوجود جلسہ کے دنوں میں کام کرنے کے کھانا گھر میں تیار کرتے ہیں) لیکن دوسری طرف یہ محبت کی علامت اور ثبوت ہوگا کہ جلسہ پر آنے والے مہمان جب اس آٹے میں سے جو ہم خود استعمال کرتے ہیں کچھ پہلے نہ کھا لیں۔ ہمیں تسلی نہیں ہو سکتی۔ بلکہ یہ تو کیا خواہ تم ایک دمڑی کی قیمت کے برابر ہی کوئی چیز دو لیکن

محبت کہتی ہے

کہ ان سب چیزوں سے حصہ دو جو تم گھر میں استعمال کرتے ہو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ چندہ کی تحریک کی۔ ایک صحابی

جو کی دو مٹھیاں

لائے اور انہوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیں۔ منافق ہنسے۔ اور کہا دنیا جو کی ان دو مٹھیوں سے فتح ہو رہی ہے بعض لوگوں نے اپنے گھر کا سارا سامان ہی باہر لا کر رکھ دیا اس پر منافق لوگوں نے کہا یہ سب دکھاوا ہے گویا کسی کے متعلق انہوں نے یہ کہا۔ کہ بھلا اس سے دنیا فتح ہو سکتی ہے۔ اور کسی پر انہوں نے کہا کہ یہ سب کچھ دکھاوے کیلئے ہے۔ منافقین کا تو قاعدہ ہی یہ ہوتا ہے کہ وہ مومنوں کی ہر حرکت پر اعتراض کرتے ہیں اور یہی منافق کی سب سے بڑی علامت ہے۔ لیکن اس میں کیا شبہ ہے کہ دنیا جو کی انہی مٹھیوں سے فتح ہوئی جو اس وقت چندہ میں دی گئیں۔ اگر وہ نہ ہوتیں تو دنیا یقیناً فتح نہیں ہو سکتی تھی۔ اگر وہ نہ ہوتیں تو یقیناً اسلام نہ پھیلتا۔ وہ جو کی دو مٹھیاں نہیں تھیں وہ اسلام کی محبت میں گرنے والے دل کے

خون کے قطرے

تھے۔ اور دل کے خون کے قطروں سے ہی دنیا فتح ہوا کرتی ہے۔ دنیاوی سامانوں سے نہیں پس محبت کی علامت تو یہ ہے کہ تم جو کچھ گھروں میں کھاتے ہو۔ اس میں سے کچھ حصہ بطور چندہ دو خواہ وہ کتنا ہی قلیل ہو۔ میں یہ نہیں کہتا۔ کہ تم اپنے اوپر بوجھ ڈال لو۔ بلکہ میں کہتا ہوں۔ تم مٹی کے تیل کا جو تم گھر میں جلاتے ہو۔ ایک تولہ دے آؤ۔ اور کہو یہ تیل ہم گھر میں جلاتے ہیں۔ اور ہم نہیں چاہتے کہ اس میں سے بھی ہم ایک حصہ بطور چندہ نہ دیں۔ تم ایک تولہ کا نصف حصہ گھی دے آؤ۔ اور کہو کہ ہم گھر میں گھی سے روٹی کھاتے ہیں۔ اس لئے اس سے بھی کچھ حصہ بطور چندہ لے لیا جائے۔ تم گوبھی کا ایک ڈنٹھل ہی کاٹ کر دے آؤ۔ اور کہو یہ گوبھی ہم نے پکائی تھی۔ اس لئے ہم نہیں چاہتے کہ جب تک اس میں سے مہمانوں کے لئے حصہ نہ نکال لیا جائے۔ اسے کھائیں۔ کیونکہ محبت کی یہ علامت ہے۔ کہ جب تک محبوب کوئی چیز استعمال نہ کرے۔ چین نہیں آیا کرتا۔ خدا تعالےٰ جس سے زیادہ سچا اور کوئی نہیں۔ اپنے رسول کی زبانی کہتا ہے۔ کہ جس نے میرے ادنیٰ سے ادنیٰ بندے کو جو بھوکا تھا۔ کھانا کھلایا۔ اس نے مجھے ہی کھلایا۔ پس تم خواہ مٹی کے تیل کا ایک چمچہ ہی دو۔ تم خواہ گھی کی ایک رتی ہی دو۔ تم وہ تیل خدا تعالےٰ کو دیتے ہو۔ تم وہ گھی خدا تعالےٰ کو کھلاتے ہو۔ کیونکہ اس نے خود فیصلہ کیا ہے۔ کہ گو میں محتاج نہیں ہوں۔ لیکن جب تم میرے محتاج بندے کو کھلاتے ہو۔ تو تم مجھے ہی کھلاتے ہو۔

آئندہ تبادلہ کی رقوم مجھے نہ بھجوائی جائیں

از حضرت مرزا بشیر احمدؐ صاحب ایم۔اے

موجودہ حالات میں درویشوں اور ان کے رشتہ داروں کی سہولت کے لئے میرے دفتر کی طرف سے یہ انتظام کیا گیا تھا۔ کہ ادھر سے قادیان جانے والی رقوم اور قادیان سے ادھر آنے والی رقوم کو آپس میں ایک دوسرے کے مقابل پر کاٹ کر حساب کر لیا جاتا تھا۔ مگر یہ انتظام میرے دفتر میں پیچیدگی پیدا کر رہا ہے۔ اور بہرحال چونکہ اس قسم کے حسابی لین دین کا کام دفتر محاسب ربوہ کے سپرد ہے۔ اس لئے فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ آئندہ میرا دفتر یہ کام سرانجام نہیں دے گا۔ پس جو دوست تبادلہ رقوم کی سہولت حاصل کرنا چاہیں۔ یا قادیان میں اپنے کسی عزیز کو کوئی رقم بھجوانا چاہیں۔ تو وہ دفتر محاسب ربوہ کے ساتھ خط و کتابت فرمائیں۔ اور ازراہ مہربانی آئندہ کوئی ایسی رقم مجھے نہ بھجوائی جائے۔ البتہ چندہ امداد درویشاں کی رقم میرے نام بھیجی جا سکتی ہے۔

(خاکسار مرزا بشیر احمد۔ رتن باغ لاہور ۵۰/۲/۲۲)

تصحیح

الفضل مورخہ ۷ر جنوری ۵۰ء میں یہ خبر شائع ہوئی ہے۔ کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے حضرت میر محمد اسحاق صاحب رضؓ کی صاحبزادی سیدہ بشریٰ بیگم صاحبہ کا نکاح لیفٹیننٹ سید سعید المحسن صاحب کے ساتھ پڑھا۔ لیفٹیننٹ صاحب کا نام دراصل سید سعید حسن صاحب ہے۔ نہ کہ سعید المحسن۔ احباب تصحیح فرمالیں۔

پورا زور لگاؤ کہ فروری مارچ اور اپریل میں تحریک جدید کا بقایا ادا ہو جائے

۳۰ اپریل تک بقایا ادا کرنے والوں کے نام دُعا کے لئے حضور میں پیش کئے جائینگے

فرمایا۔

"اس سال کی آمد (تحریک جدید کے پندرھویں سال کی آمد) اس حد تک پہنچی ہوئی ہے کہ بالکل ممکن ہوسکتا ہے کہ بقیہ سال "تحریک جدید" قرضہ لیکر گذارے۔ اور ایسا پندرہ سال میں کبھی نہیں ہوا۔ حتی کہ ۴۷-۱۹۴۶ء میں بھی جو کہ تباہی کا سال تھا۔ "تحریک جدید" کو قرض لیکر نہیں گذارنا پڑا۔ اب جبکہ امن ہو چکا ہے۔ ایسی حالت کا پیدا ہونا خطرناک ہے۔ ابھی بقیہ مہینوں میں نوّے ہزار روپے کا خرچ باقی ہے۔ اور خزانہ میں صرف پندرہ ہزار روپیہ کی رقم ہے۔ اور تقریباً اتنی ہی رقم اور وصول ہوسکتی ہے کہ نوّے ہزار روپیہ ہو جائے اور "تحریک جدید" خیریت سے بقیہ سال گذار سکے۔ غرض ۷۵-۸۰ ہزار کے وعدے دفتر اوّل کے پندرھویں سال کے باقی ہیں۔

دفتر دوم کی حالت تو بہت ہی خراب ہے۔ دفتر دوم کی مقدار چونکہ کم ہے اسلئے بقایا کم ہے۔ لیکن اس کا بقایا کئی سالوں سے چلا آرہا ہے۔ اگر وہ وصول ہو جائے تو ان قرضوں کی ادائیگی میں بہت کچھ آسانی ہو جائے۔ جو "تحریک جدید" کی جائدادیں بنانے کیلئے لئے گئے تھے۔ پس اوّل تو

پورا زور لگا کر فروری۔ مارچ۔ اپریل

میں دفتر اوّل اور دفتر دوم کے گذشتہ بقائے وصول کریں، دوسرے دفتر اوّل اور دفتر دوم کے وعدوں کو پچھلے سالوں سے بڑھانے کی کوشش کریں۔"

دفتر اوّل کی مجاہدین کی خدمت میں حضور کے اس ارشاد کے ساتھ انکا حساب بقایا کا دفتر وکیل المال تحریک جدید ہر ایک بقایا دار کو ارسال کر رہا ہے۔ اسلئے کہ دوست اپنے بقائے آخر ۳۰ اپریل تک ادا کر دیں۔ جو احباب اپنے بقائے ۳۰ اپریل تک ادا کر دینگے انکے نام حضرت اقدس کے حضور دعا کیلئے پیش کر کے دعا کی درخواست حضور میں کیجائیگی۔ پس اگر آپکے ذمہ بقایا ہے تو ابھی سے کوشش فرمائیں۔ کہ آپ کا بقایا ادا ہو جائے۔ اور آپ کے پندرہ سال پورے ادا ہو جائیں۔

نوٹ:۔ آپ تسلی کر لیں کہ آپ نے وعدہ کر لیا۔ اور کہ اس کی منظوری کی اطلاع مل چکی ہے۔ کیونکہ دفتر ہذا ساتھ کے ساتھ حضور میں جو وعدے پیش ہوتے ہیں درج کر رہا ہے اگر آپ کو منظوری کی اطلاع مل چکی ہے۔ تو آپ کا وعدہ آچکا۔ ورنہ اب فوری وعدہ ارسال فرمائیں۔

(وکیل المال تحریک جدید)

جھوٹ کا آخری درجہ اللہ پر افترا ہے

(از مکرم اقبال احمد صاحب راجیکی)

اگر ہم غور کریں۔ تو ہمیں معلوم ہوگا۔ کہ انسان ہر کام میں آہستہ آہستہ ترقی کرتا ہے۔ علم پڑھنے لگو۔ تو پہلے قاعدہ پڑھنا پڑتا ہے۔ پھر پہلی کتاب اور اس کے بعد پھر اوپر کا کورس۔ اسی طرح اگر کسب صنعت و حرفت اور پیشوں کو لیا جائے۔ تو ان میں بھی ترقی تدریجی ہے۔ کوئی عمدہ اور اعلیٰ کاریگر ایک دو روز میں نہیں بن جاتا۔ نہ ہی کوئی اعلیٰ سوداگر یا کاشتکار دو چار روز میں ہی ہو سکتا ہے۔ یہی حال نیکی اور بدی کا ہے۔ کوئی انسان بہت بڑا ولی۔ غوث یا قطب فوری طور پر نہیں بن جاتا۔ اور نہ ہی بہت بڑا چور۔ ڈاکو یا قاتل آناً فاناً ہو جاتا ہے۔ تمام باتوں میں ترقی درجہ بدرجہ ہے۔ ایک جھوٹا انسان جو اپنے جھوٹ میں بہت بڑھا ہوا ہے۔ اس زبردست اخلاقی کمزوری کا مرتکب ایک روز میں نہیں ہو گیا۔ ضرور وہ پہلے چھوٹے چھوٹے جھوٹ بولنا شروع کرے گا۔ اور پھر آہستہ آہستہ بڑی باتوں میں جھوٹ بولنے لگیگا۔ کبھی یکلخت آخری درجہ کو نہیں پہنچیگا۔

اس قانون طبعی کو اور فطرت انسانی کی ترقی یا تنزل میں تدریج کے قانون کو کسی صورت میں نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ یہی قانون اور معیار ہمیں نظر رکھنا چاہیئے۔ اس انسان کے متعلق فیصلہ کرتے وقت بھی جو دنیا میں یا قوم اور ملک میں معزز شریف۔ نہایت درجہ دیانت دار اور سچا کہلاتا ہے۔ اور لوگ اس کی سچائی اور دیانت اور امانت پر گواہ ہیں۔ اور اس کی امانت اور صداقت اور نیک خلقی ضرب المثال ہے۔ جب وہ ہمارے سامنے یہ پیش کرے کہ مجھ سے اللہ تعالیٰ کلام کرتا ہے۔ اور اس نے مجھے قوم کی اصلاح کیلئے چن لیا۔ یہ بہت بڑا افترا اللہ پر سب سے بڑا افترا کیا وہ انسان کر سکتا ہے۔ جو شرافت اور صداقت میں بے مثال ہے اور جس کو سب لوگ اس کی نیکی اور شرافت کی وجہ سے اچھی طرح جانتے ہیں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ایسا انسان یکدم ایسی جرأت کرے اور ایسا دھوکہ اور جھوٹ بنائے جس کو بنانے سے عادی جھوٹے اور عادی مجرم بھی گھبراتے ہیں۔ آخر اس بات میں کوئی معقولیت تو ہو۔ کہ کس طرح ایک عمر بھر کا شریف نیک انسان جس کو لوگ نیک اور شریف جانتے ہیں یکدم اتنے بڑے جھوٹ کا مرتکب ہو گیا کہ کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ اس سے کلام کرتا ہے حالانکہ وہ اس سے کلام نہ کرتا ہو۔ یہ بہت بڑا انقلاب ایک شریف اور نیک انسان کی زندگی میں یا تو کسی حادثہ کا نتیجہ ہو سکتا ہے۔ اور یا پھر اگر اس کے دیگر حواس اور قویٰ سلامت ہیں۔ تو ضرور ہے کہ وہ سچ ہی کہتا ہو جب وہ یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے ہم کلام ہوتا ہے۔ دیدہ و دانستہ جھوٹ تو ہمیشہ کے شریف اور سچے انسان سے متوقع نہیں۔ اور دوسری صورت پھر یہی رہ جاتی ہے۔ کہ وہ جو یہ کہہ رہا ہے۔ کہ اس سے اللہ تعالیٰ ہم کلام ہوتا ہے۔ سچ اور بالکل سچ ہے۔ اور اس میں شبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔ پس یہ انبیاء کی پرکھ کے لئے بہت بڑی کسوٹی ہے۔ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّن قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ (سورۃ یونس رکوع ۲)

کسی نبی نے دعویٰ سے پہلے چالیس سالہ بے عیب زندگی لوگوں میں گذاری تو یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ کہ یکلخت اب وہ اتنا دروغ گو اور دھوکہ باز ہو گیا۔ کہ اللہ تعالیٰ پر ہی جھوٹ باندھ دیا

درخواست دعا

مجھ پر بعض خاندانی حالات کی وجہ سے ابتلا ہیں۔ احباب دردِ دل سے دعا فرمائیں۔

(خاکسار مرزا اکبر بیگ لنگروال ضلع گورداسپور حال قلعہ گوجر سنگھ لاہور)

وعدے جلد بھجوائے جائیں!

تمام مجالس خدام الاحمدیہ۔ عہدیداران جماعت اور احباب کی خدمت میں بطور یاد دہانی عرض ہے۔ کہ تحریک جدید وعدوں کی آخری میعاد میں اب صرف ایک ہفتہ باقی ہے۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے مطابق صرف وہی وعدے منظور کئے جائینگے جن پر زیادہ سے زیادہ ۲۸ فروری یا یکم مارچ کی مہر ہوگی۔ تمام مجالس اور جماعت ہائے احمدیہ کی مکمل فہرستیں اس سے قبل حضور کی خدمت میں پیش ہو جانی چاہئیں

(نائب وکیل المال تحریک جدید)

دنیا کی کوئی طاقت ہماری آزادی کی راہ میں حائل نہیں ہو سکتی

قاہرہ ۲۴ فروری - نحاس پاشا نے الجیریا کے رہنما موسیٰ علی حاج کو جو تار بھیجا تھا اس پر فرانسیسی ارکان پارلیمنٹ نے احتجاج کیا ہے - اس پر تبصرہ کرتے ہوئے امیر الریف عبد الکریم الخطابی نے اسٹار سے کہا "فرانسیسی ہم کو ہماری انتہائی آرزوؤں سے بھی محروم کرنا چاہتے ہیں"۔ فرانسیسی نائبین کی ایک پارلیمنٹری کمیٹی نے حکومت فرانس سے درخواست کی تھی وہ موسیٰ علی حاج کے نام تار کو غیر دوستانہ حرکت پر محمول کر کے نحاس پاشا سے احتجاج کرے عبد الکریم نے کہا ہم بد قسمت لوگ ہیں جو فرانسیسیوں کے پنجہ استبداد اور سامراجیت میں پھنسے ہوئے ہیں ہم نہ تو فرانس کی جائیداد ہیں اور نہ ترکہ ہیں۔ اگر آج ہم پر ان کا تسلط ہے تو اس کے ہرگز یہ معنی نہیں ہیں کہ ہمیشہ ان سے مغلوب رہیں گے - نہیں اور ہرگز نہیں۔ دور سامراجیت ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا - علاوہ فرانس کے اور تمام سامراجی ملکوں نے دنیا میں بڑھتے ہوئے جذبۂ وطنیت کو راہ دے دی ہے - پاکستان ہندوستان، برما انڈونیشیا سب آزاد ہیں۔ لیبیا بھی جلد آزاد ہو جائیگا۔ لیکن فرانس گولیوں اور بندوقوں کی طاقت سے ہم کو غلام رکھنا چاہتا ہے - ہم اپنی آزادی اور خود مختاری خود حاصل کریں گے۔ دنیا کی کوئی طاقت ہمارے اور ہماری آزادی کی راہ میں حائل نہیں ہو سکتی اور ہم اس کو جلد حاصل کریں گے - (اسٹار)

عراقی اسکولوں کے استاد

بغداد ۲۴ فروری - وزیر تعلیم السید سعد العمر نے اسکولوں کے استادوں کے لئے قومی طبی بیمہ کی ایک اسکیم مجلس وزراء میں پیش کی ہے -

انہوں نے یہ بھی بتایا کہ وہ ان استادوں کا معیار زندگی اور معاشرہ میں ان کا معیار بلند کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں گے - (اسٹار)

پناہ گزینوں کا مسئلہ بین الاقوامی ادارہ میں پیش ہوگا؟

لاہور ۲۵ فروری - نائب وزیر مہاجرین و آبادکاری ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی نے آج اسٹار سے ایک خصوصی ملاقات کے دوران میں کہا کہ اگر پاکستان میں ہندوستان سے آنے والے پناہ گزینوں کا سلسلہ یونہی قائم رہا - تو وہ وقت آسکتا ہے - جب پاکستان کے پاس اس کے سوا اور کوئی چارہ کار نہ ہے کہ وہ اس مسئلہ کو کسی بین الاقوامی ادارہ کے سامنے پیش کر دے -

اس سوال کے جواب میں کہ پناہ گزینوں کی خاطر خواہ آبادکاری میں کیا خاص دقتیں حائل ہیں - نائب وزیر نے کہا کہ "پناہ گزینوں کی آبادکاری میں سب سے بڑی دقت یہ ہے کہ سرحد سے پاکستان میں ان کی آمد کا سلسلہ ختم نہیں ہو رہا ہے -

"اگر پناہ گزینوں کی ایک معین تعداد ہو اور آپ کے پاس بعض ذرائع ہوں ــــ تو ممکن ہے کہ ایسا طریقہ اختیار کیا جا سکے - جس کے ذریعہ ایک معین مدت میں الاٹمنٹ کے ذریعہ ان کی آبادکاری کی جا سکے - لیکن اگر ہندوستان کے واقعات برابر لوگوں کو ان کے گھروں سے اجاڑتے رہے - تو ہمارا یہ مسئلہ پیچیدہ اور مشکل تر ہوتا چلا جائے گا" ــــ بیان جاری رکھتے ہوئے ڈاکٹر قریشی نے کہا کہ "پہلی دفعہ بڑے پیمانہ پر پاکستان کی جانب پناہ گزینوں کے آنے کے بعد ہندوستان سے ہمارا یہ سمجھوتہ ہوا تھا کہ اقلیتوں کی ہر ممکن طریقہ سے حفاظت کی جائے گی - تاکہ پناہ گزینوں کا مسئلہ حل کیا جا سکے -

"لیکن ہندوستان میں بعض ایسے عناصر ہیں جو وہاں کی مسلمان آبادی کو ستانے اور پریشان کرنے میں کوشاں ہیں - جس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہاں کے مسلمانوں پر اب تک ہراس طاری ہے - اور جس کی وجہ سے ہجرت کا سلسلہ بند نہیں ہوتا - وہ تقسیم کے دوسرے ہی دن سے ہندوستانی مسلمان اپنی ثقافتی انفرادیت برقرار رکھنے کی طاقت کھو بیٹھے اور اب وہ یہ محسوس کر رہے ہیں کہ ان کا وجود ہی معرض خطر میں پڑ گیا ہے" ــــ دوسرے سوال کے جواب میں ڈاکٹر قریشی نے کہا کہ حال میں مشرقی پاکستان میں پناہ گزینوں کی بڑی تعداد ہندوستان سے داخل ہوئی ہے - ہم لوگ اب تک یہ امید کر رہے ہیں کہ ہندوستان انہیں واپس لے کر ان میں اپنی حفاظت کے متعلق اعتماد پیدا کر سکے گا - ہندوستانی حکام سے یہ بات کہی گئی ہے"

ڈاکٹر قریشی کل ملتان کے لئے روانہ ہو رہے ہیں - جہاں وہ رفیوجی ریہیبلیٹیشن فنانس کارپوریشن کی قائم کردہ رفیوجی ویورس کالونی اور کواپریٹو سوسائٹی کا معائنہ کر کے خود یہ دیکھیں گے کہ پناہ گزینوں کی آبادکاری میں کس قدر ترقی ہو سکی ہے - ڈاکٹر قریشی ۲۸ فروری کو کراچی پہنچ جائیں گے - (اسٹار)

بہاولپور میں آبپاشی کی نئی سکیم

بغداد الجدید ۲۴ فروری - حکومت بہاولپور کی وزارت زراعت نے بہاولپور کے دریائی علاقوں کو ٹیوب ویلوں کے ذریعہ پانی دینے کی ایک نئی سکیم کی منظوری دی ہے - وزارت نے کاشت کے باری باری فصل کے طریقہ کو بھی منظور کیا ہے - اور کاشتکاروں کو ہدایت کی ہے وہ اس پر عمل کریں۔ (اسٹار)

فرقہ بازی کی لعنت

مکرمی! "تسبیح کے دانے ہو۔ بکھر نا نہ خبردار" کے عنوان سے اور اس کے بعد ایک آدھ مرتبہ اور بھی "نوائے وقت" کے صفحات کے ذریعے آپ قوم کو تفرقہ اندازی کے مہلک نتائج سے خبردار کرنے کے علاوہ قوم یکجہتی اتحاد کی تلقین کر چکے ہیں آپ نے لکھا تھا کہ وہ اتحاد و اتفاق جس ایک گمنام قوم سے شاندار مملکت پائی اور قعر غلامی سے نجات پا کر بام آزادی پر جلوہ گر ہوئی - اسے کسی صورت میں مٹنے نہیں دینا چاہیئے، مگر محکمہ ملٹری اکاؤنٹس میں ایک حکم ابھی ابھی آیا ہے - اس میں فرقہ داری کو ہوا دی گئی ہے - وہ یوں کہ ہر ملازم محکمہ سے اس کی تاریخ پیدائش - تعلیم - تجربہ کے کوائف کے علاوہ مذہب اور فرقہ معلوم کیا ہے - اور وہ بھی ان الفاظ میں کہ مذہب مثلاً عیسائی، مسلمان، پارسی وغیرہ بتایا جائے اور صرف مسلمان یہ بتائیں کہ وہ شیعہ سنی - اہلحدیث - اہل قرآن - احمدی لاہوری یا قادیانی کیا ہیں - اس حکم سے صریحاً واضح ہو جاتا ہے کہ مسلمان ملازمین میں جو کہ یقینی طور پر محکمہ میں ایک بہت بڑی اکثریت رکھتے ہیں - فرقہ بازی اور منافرت پھیلائی جائے۔ کیا ان کا صرف مسلمان بتا دینا کافی نہیں؟

لعنت فرقہ بازی کو جو کہ قائد اعظم کی ان تھک کوششوں سے مٹی اسے اتنی جلدی اجاگر کیا جا رہا ہے کہ ابھی قائد اعظم کا کفن تک میلا نہیں ہوا ہو گا۔

اگر فرقہ کے متعلق معلومات بہم پہنچانے کا کوئی خاص ہی مقصد ہے تو عیسائی فرقوں کے بارے میں کیوں نہ پوچھا گیا کہ وہ پروٹسٹنٹ ہیں - یا کیتھولک یا میتھوڈ لیک ہیں۔ مسلمانوں پر ہی نظر کرم کیوں کوئی خفیہ مقصد تو ہے اس لایعنی حکم کا؟

یہ فرقہ داری ہی تھی کہ جس نے بنی امیہ اور بنی عباس جیسی باجبروت حکومتوں کو بدنام و ناکام بنا دیا کیا افسر مجاز یہ بتا سکتے ہیں کہ ان کا یہ حکم حکومت پاکستان کی کس پالیسی کا نتیجہ ہے کہ محکمہ کے افسر اعلیٰ یعنی ملٹری فائنشل ایڈوائزر سے اجازت لے کر یہ حکم نافذ کیا گیا ہے

ملٹری فائنشل ایڈوائزر راولپنڈی کو چاہیئے کہ از راہ کرم فوراً اس شر انگیز احکام کا منسوخ کر کے متعلقہ افسروں سے ان کے نفاذ کی جواب طلبی کریں۔

راولپنڈی ــــ ایک مخلص قوم

(نوائے وقت ۲۵ فروری ۱۹۵۰ء)

ــــ بغداد الجدید - ۲۴ فروری - معلوم ہوا ہے کہ وزارت صحت ریاست کی تجارتی منڈیوں رحیم یار خاں بہاولنگر اور چشتیاں میں زنانہ ہسپتال قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے (اسٹار)